

١٣٣٨ هـ

معين مبين

بهر دور شمس و سکون زمین

شيخ الإسلام إمام أهل السنة والجماعة العلامة المجدد

الإمام أحمد رضا خان الحنفي القادری البریلوی

١٢٧٢ - ١٣٤٠ هـ



ضروری نوٹ



فتاویٰ رضویہ شریف کا دوسرا ایڈیشن علامہ مفتی عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد رشید علامہ حافظ عبدالستار سعیدی حفظہ اللہ تعالیٰ کی سرپرستی میں رضا فاؤنڈیشن لاہور نے 30 صفحیں جلدیوں میں شائع کیا تھا جس میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کے 206 رسائل بھی شامل کر دئے گئے تھے۔ اس مطبوعہ فتاویٰ کا مصورہ یعنی ڈیجیٹل Digital نسخہ (PDF) بھی بعض حضرات کی کاؤشوں سے اونلائن پر فراہم کر دیا گیا ہے۔ اسی PDF سے یہ رسالہ ماخوذ ہے اور رضوی پریس نے محض اخراج کا کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام علماء کرام اور ان کے معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے جن کی انتہک کوششوں کا نتیجہ تھا کہ فتاویٰ رضویہ کا جدید ایڈیشن منظر عام پر آیا۔ دعاوں کے حقدار وہ حضرات بھی ہیں جن کے مسامی جیلے کے سبب فتاویٰ مبارکہ کے (PDF) تک ہر خاص و عام کی رسائی ہوئی جزاً حم الہ احسن الجزاء

رسالہ

معین مبین بہر دور شمس و سکون زمین

۱۳

۳۸

(سورج کی گردش اور زمین کے ساکن ہونے کیلئے مددگار)

(امریکی متحجم پروفسر البرٹ ایف، پورٹا کی پیشگوئی کا رد)

مسئلہ ۳۲

دارالافتاء میں ملک العلام جناب مولانا ظفر الدین صاحب بہاری (رحمۃ اللہ علیہ) از تلاذہ علم فہرست علیہ الرحمۃ نے باعث پور کے انگریزی اخبار "ایکسپریس" ۱۹۱۹ء کے ورقے ورق کا صرف پہلا کالم تراش کر بفرض ملاحظہ واستقصاب حاضر کیا جس پر امریکیہ کے متحجم پروفیسر البرٹ کی ہولناک پیشگوئی ہے۔
جناب نواب وزیر احمد خاں صاحب جناب سید اشیاق علی صاحب رضوی نے ترجیح کیا جس کا خلاصہ یہ ہے:

"اوسمبر کو عطارد، مریخ، زهرہ، مشتری، زحل، نیچپون، یہ چھ سیارے جن کی طاقت

سب سے زائد ہے قرآن میں ہوں گے آفتاب کے ایک طرف ۲۶ درجے کے تنگ

فاصدہ میں جمع ہو کر اسے بقوت کھینچیں گے، اور وہ ان کے عینیک مقابلہ میں ہو گا اور مقابلہ

میں آتا جائے گا۔ ایک بڑا کوب یونیس سیاروں کا ایسا اجتماع تاریخ ہیات میں کبھی

نہ جانا گیا۔ یونیس اور ان چھ میں مقنٹیسی لہر آفتاب میں بڑے بھائے کی طرح سوراخ

کرے گی۔ ان چھ بڑے سیاروں کے اجتماع سے چوبیس ۳۳ صدیوں سے نہ دیکھا گیا تھا ملک

متحده کو اوسمبر میں بڑے خوفناک طوفان آب سے صاف کر دیا جائے گا۔ یہ داع شمس، اوسمبر

کو ظاہر ہو گا جو بغیر آلات کے آنکھ سے دیکھا جائے گا۔ ایسا داع کہ بغیر آلات کے دیکھا جائے

آج تک ظاہر نہ ہوا اور ایک وسیع زخم آفتاب کے ایک جانب میں ہو گا، یہ داع شمس

گُرہ ہوا میں تزلزل ڈالے گا۔ طوفان بجلیاں اور سخت میٹہ اور بڑے زلزلے ہونگے

زمین ہفتون میں اعدال پر آئے گی۔

محسن ملت علیہ الرحمۃ نے اس کا جواب حسب ذیل ارشاد فرمایا:

یہ سب اوہاں باطلہ و ہو ساتِ عاطلہ ہیں، مسلمانوں کو ان کی طرف اصلاح التفات جائز نہیں۔

(۱) مجسم نے ان کی بناؤ کا کب کے طول و سطح پر لکھی جسے ہیئت جدیدہ میں طول بغرض مرکزیت شمس کہتے ہیں، اس میں وہ چھپ کو اکب ۲۶ درجے ۲۳ دقیقے کے فصل میں ہوں گے مگریں فرض خود فرض باطل و مظروہ اور قرآن عظیم کے ارشادات سے مردود ہے، زمین مرکز ہے نہ کو اکب اُس کے گرد متوجہ، بلکہ زمین کا مرکز شفکل مرکز عالم ہے اور سب کو اکب اور خود شمس اُس کے گرد دار۔ اللہ تعالیٰ عز و جل فرماتا ہے،

والشمس والقمر مجسیبان۔^۱

اور فرماتا ہے،

والشمس تجری لستقر لہا ذلک تقدیر

العزیز العلیم۔^۲

اور فرماتا ہے،

حُلْفَ قَلَكَ يَسِّحُوتَ سَهَّ

اور فرماتا ہے،

و سخرا کم الشمس والقمر دائبین کی

اوپر سورہ رعد میں فرماتا ہے،

و سخرا الشمس والقمر کل یجری لاجل

مسنی۔^۳

اللہ نے مسخر فرمائے چاند سورج، ہر ایک ٹھہرائے وقت تک چل رہا ہے۔

تحارے لئے چاند اور سورج مسخر کے کہ دونوں باقاعدہ چل رہے ہیں۔

بعینہ اسی طرح سورہ لہمان، سورہ علک، سورہ زمر میں فرمایا۔ اس پر جو جاہلہ اختراع پیش کرے

اس کے جواب کو آئیہ کریم تھیں تعلیم فرمادی ہے:
 اَوْ يَعْلَمُ مَا خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ
 کیا وہ نجاتے جس نے بنایا اور وہی ہے پاک
 الخبر یعنی خبردار۔

تو پیش گئی کا سرے سے مبنی ہی باطل ہے۔

(۲) یہ جسے طول بفرض مرکزیت شمس کہتے ہیں حقیقتہ کو اکب کے او ساط معدله بتدعیل اول ہیں جیسا کہ واقعہ علم زیجات پڑھا ہے اور او ساط کو اکب کے حقیقی مقامات نہیں ہوتے بلکہ فرضی۔ اور اعتبار حقیقی کا ہے۔ ادھمیر کو کو اکب کے حقیقی مقام یہ ہوں گے:

نحویں	کوب	برج	درجہ	دقیقہ
پیچون	اسد	اسد	۱۱	۱۵
مرشتی	سنبھل	—	۱۴	۵۳
زحل	میزان	میزان	۱۱	۲۹
مریخ	عقرب	عقرب	۹	۱۰
زہرہ	قوس	قوس	۹	۱۹
عطارہ	دوال	دوال	۳	۳۰
شمس	دوال	دوال	۲۳	۳۰
یورنیس	دوال	دوال	۲۸	۲۶

ظاہر ہے کہ اُن چھ کا بائیکی فاصلہ نہ ۲۶ درجے میں محدود بلکہ ۱۱۲ درجے تک محدود ہے تقویم ریسٹ نہماں ہندوستان میں ریلوے وقت سے سارے پانچ بجے شام اور شویار کے علاوہ متعدد امریکیں بجے صبح اور لندن میں دوپہر کے ۱۲ بجے ہوں۔ یہ فاصلہ اُن تقویمات کا بائیکی بعد اس سے قابل مختلف ہو گا کہ عرض کی قوسین چھوٹی ہیں اس کے استخراج کی حاجت نہیں کہ کہاں ۲۶ اور کہاں ۱۱۲۔

(۳) یہ کلام اسلامی اصول پر تھا، اب کچھ عقلی بھی نیچے۔ یہ کہنا کہ دو ہزار برس سے ایسا اجتماع نہ بیکھا گی بلکہ جب سے کو اکب کی تاریخ شروع ہوئی ہے نہ جانا گیا مخصوص جواہت ہے مدعا اس پر دلیل رکھتا ہے تمپیش کرے ورنہ روز اول کو اکب درکنار دو ہزار برس کے تمام زیجات بالاستیعاب اس نے مطلاعہ کئے اور ایسا اجتماع نہ پایا، یہ بھی یقیناً نہیں، تو دعویٰ یہ دلیل باطل و ذلیل۔ اور یونیس اور پیچوں تواب ظاہر ہوتے۔ اگلے زیجات میں ان کا پتہ کہاں مگر یہ کہ اوساط موجودہ سے بطريقی تفریق ان کے ہزاروں برس کے اوساط نکالے ہوئے بھی ظاہر النہی اور دعویٰ مخصوص ادعا۔

(۴) کیا سب کو اکب نے آپس میں صلح کر کے آزار آفتاب پر ایکا کر لیا ہے؟ یہ تو مخصوص باطل ہے بلکہ مسئلہ جاذبیت اگرچہ ہے تو اس کا اثر سب پر ہے اور قریب تر پر قوی تر اور ضعیف تر پر شدید تر اور ۷۱ دسمبر کو اوساط کو اکب کا نقشہ ری ہے:

دقيقة	وسط	درجہ	کوکب
۲۰	۱۲۹		مشتری
۵۳	۱۲۹		پیچون
۳۲	۱۳۲		زہر
۵۰	۱۵۳		عطارہ
۱۶	۱۵۳		مریخ
۳۲	۱۵۵		زحل
۵۷	۳۳۰		یونیس

اور ظاہر ہے کہ آفتاب ان سے ہزاروں درجے پر ڈا ہے، جب اتنے ڈپ پر ۶ کی لمحیخ تان اس کا مزدوجی کرنے میں کامیاب ہو گی تو زحل کو اس سے نہایت صغير و حقير ہے، پائچ کی کٹ کش اور ادھر سے یونیس کی مارا مار یقیناً اس کو فنا کر دینے کے لئے کافی ہو گی اور اس کے اعتبار سے ان کا فنا صدھ اور بھی تنگ صرف ۲۵ درجے ہے۔

(۵) مریخ زحل سے بھی بہت پھونا ہے اور اس کے لحاظ سے فال صدھ اور بھی کم، فقط $\frac{1}{3}$ درجے،

تو یہ پائچہ ہی مل کر اسے پاش پاٹ سخ دیں گے۔

(۶) عطا رہ تو سب یہی چھوٹا اور اس کے حساب سے باقی ۱۳ ہی درجہ کے فاصلہ میں ہیں تو ۲۹ کا آدھا ہے تو یہ تین عظیم ہاتھی من یو زیس اس چھوٹی سی چڑیا کے ریزہ ریزہ کر دینے کو بہت ہیں۔ مسجم نے اسی مضمون میں کہا کہ ”ڈو سیارے طے ہوئے کافی ہیں ایک چھوٹا داع شمس میں پیدا کرنے اور ایک چھوٹا طوفان برپا کرنے میں اور تین ان میں سے بڑا طوفان اور بڑا داع اور چار فی الحقيقة ایک بہت بڑا طوفان اور بہت بڑا داع۔“ جب آفتاب میں تین اور چار کا یہ عمل ہے تو یہاں رے عطا رہ و مریخ چار اور پائچہ کے آگے کیا حقیقت رکھتے ہیں اور زحل پر اکٹھے چھجھ ہیں تو جو نسبت ان کو آفتاب سے ہے اسی نسبت سے ان پر اثر زیادہ ہونا لازم واجب تھا کہ کھینچنے والوں سے چٹ جائیں لیکن ان میں نافرست بھی رکھی ہے وہ انھیں تمرد پر لائے گی جس کا صاف تیجہ ان کا ریزہ ریزہ ہو کر جواہیں میں گم جانا۔ جیسا کہ مبہیتہ مشہود ہے کہ کمزور چیز نہایت قوی وقت سے کھینچی جائے۔ اگر دوسرا طرف اس کا تعلق ضعیف ہے کھینچ آئے گی ورنہ ملکر ٹے ہو جائے گی۔ یہ سب اگر نہ ہوگا تو کیون؟ حالانکہ آفتاب پر اثر ضرب شدید کا مقتضی یہی ہے اور ہو گا تو غنیمت ہے کہ آفتاب کی جان چھوٹی وہ آپس میں کٹ مر کر فنا ہوں گے، نہ آفتاب کے اس طرف ہو ہیں گے زاس کے زخم آئے گا۔ بالجملہ پشکوئی محسن یا باطل و پادر ہو اے۔ غیب کا علم اللہ عز وجل کو ہے، پھر اس کی عطا سے اس کے جیبِ حلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے خلق میں جو چاہیے کرے۔ اگر اتفاقاً بمشیتِ الہی معاذ اللہ ان میں سے بعض یا فرض کیجئے کہ سب باقی واقع ہو جائیں جب بھی پشکوئی قطعاً یقینی چھوٹی ہے کہ وہ جن اوضاع کو اکب پرمی ہیں وہ اوضاع فرضی ہیں اور اگر بغرض غلط واقعی بھی ہو تو نتائج جن اصول پرمی ہیں وہ اصول محسن بے اصل ملکر ہوتے ہیں جن کا ماملہ و بے اثر ہونا خود اسی اجتماع نے روشن کر دیا، اگر جواہیت صحیح ہے تو یہ اجتماع نہ چاہیے اور اگر یہ اجتماع قائم ہے تو جواہیت کا اثر غلط ہے، بہر حال پشکوئی باطل، واللہ یقُولُ الْحَقُّ وَهُوَ يَهِدُ السَّبِيلَ۔

(۷) جواہیت پر ایک سهل سوال اوجِ حضیض شمس سے ہوتا ہے جس کا ہر سال مشاہدہ ہے نقطہ اوج پر کہ اس کا وقت تقریباً سوم جولائی ہے، آفتاب زمین سے غایست بعد پر ہوتا ہے اور نقطہ حضیض پر کہ تقریباً سوم جنوری ہے غایت قرب پر یہ تفاوت اکٹیس لاکھ میل سے زائد ہے کرتفتیش جسیدیں بعد اوسط فوکر و راشتیس لاکھ میل بتایا گیا ہے اور ہم نے حساب کیا میں المکرین دو درجے پینتالیس شانیے لینی ۲۶۰۵۲۱۲ ہے تو بعد ابعاد ۹۳۷۵۸۰۲۶ میل ہوا اور بعد اقرب

۹، ۱۳، ۳۱، ۱۴، ۰۵۲ میل تفاوت میں اگر زمین آفتاب کے گرد اپنے مدار پر چکھوٹتی ہے جس کے مرکز اسفل میں آفتاب ہے جیسا کہ ہیات جدیدہ کا ذمہ ہے۔ اول تو نافرست ارض کو جاذبیت شمس سے کی نسبت کو آفتاب حسب بیان اصول علم الہیات ہیات جدیدہ میں بارہ لاکھ پنیالیس ہزار لاکھ متیں زمینوں کے برابر ہے اور ہم نے بربتاً مقرر اس تازہ اصل کڑوی پر حساب کیا تو اس سے بھی زائد آیا یعنی آفتاب تیرہ لاکھ تیرہ ہزار دو سو چھپن زمینوں کے برابر ہے بعض کتب جدیدہ میں ۱۲ لاکھ ہے وہ جرم کہ اس کے بارہ تیرہ لاکھ کے حصوں میں سے ایک کے بھی برابر نہیں اس کی کیا مقاومت کر سکتا ہے تو کوہ و دورہ کرنانہ تھا بلکہ سیٹے ہی دن کھینچ کر اس میں مل جانا، کیا بارہ تیرہ لاکھ آدمی مل کر ایک کو کھینچیں تو وہ کھنچ نہ سکے گا بلکہ ان کے گز ڈھونوئے گا۔

شانیاً جب کہ نصف دوسرے میں جاذبیت شمس غالب اگر اکتیس لاکھ میل سے زائد زمین کو قریب کھینچ لائی تو نصف دوسرے میں اُسے کس نے ضعیت کر دیا کہ زمین بھرا اکتیس لاکھ میل سے زیادہ دُور بھال گئی حالانکہ قرب موجب قوت اثر جذب ہے تو خصیض پر لاکر جاذبیت شمس کا اثر اور قوی تر ہوتا اور زمین کا وقایا فوکاً قریب تر ہوتا جانا لازم تھا کہ نہایت قرب پر اس کی قوت سست پڑ کر اور اس کے نیچے سے چھوٹ کر چھپے اتنی دُور ہو جائے، شاید جو لائی سے جنوری تک آفتاب کو راتب زیادہ ملتا ہے قوت تیز ہو جاتی ہے، اور جنوری سے جو لائی تک بھجو کا رہتا ہے کمزور پر ٹھجاتا ہے۔ دو جسم اگر برابر کے ہوتے تو یہ کہنا ایک ظاہری لمحہ ہوئی بات ہوتی کہ نصف دوسرے میں یہ غالب رہتا ہے نصف میں وہ، نہ کہ وہ جرم کہ زمین کے ۱۲ لاکھ امثال سے بڑا ہے اُسے کھینچ کر ۲۱ لاکھ میل سے زیادہ قریب

۶۵ وہ مقرر اس تازہ یہ ہیں قطرہ ارشمس اٹھاون لاکھ میل قطر معدل زمین = ۹۱۳۰۸۶ میل قطر اوس طبق دو قائم محيطیں سے ۳۲ دیگری میں شانیے، پس اُس قاعدے پر کہ ہم نے ایجاد اور اپنے فتاویٰ جلد اول رسالہ الہیتی التمیر میں ایراد کیا، ۰۲۵، ۰۲۹، ۰۴۹، ۰۴۱ اسیال قطر مدار = ۰۶۳۹۴۱۳۹۹ + ۸۶۴۶۹۱۹۵۶ لواہیال محيط = ۰۳۳۳۵۵۳۸ لود قائم محيط = ۰۳۱۴۳۱۴ مہ لود قائم محيطیں = ۰۵۰۶۰۵۳۹ + ۱ دو قائم قطر شمس = ۰۹۳۲۶۹۵۶ لواہیال قطر شمس = ۰۳۶۸۹۸۳۵۹ لواہیال قطر زمین = ۰۶۵۸۹۸۳۵۹ دو نسبت قطرین مابعد کہ کہ = کہ = قطر = قطر مشترک بالتلکریر = ۰۴۱۱۸۲۲۹۳ نسبت کرتین بعد = ۱۳۱۲۲۵۶ وہ المقصود یعنی محيط غلک شمس اٹھاون کو اپنے نیتیں لاکھ ہزار میل ہے اور ایک دیگر محيطیں = ۰۰۲۳۶ میل اور قطر شمس = ۰۳۶۲۶۹۵۵ میل اور وہ قطر زمین کے ۱۰۹۶۵۰۹ امثل ہے اور جرم شمس تیرہ لاکھ تیرہ ہزار دو سو چھپن زمینوں کی برابر۔ اور علم حق اس کے خاتم جمل و علا کو ۱۲ منزہ نظر العالمی۔

کرے اور عین شباب اثر جذب کے وقت سُست پڑ جائے اور ادھر ایک اُدھر ۱۲ لاکھ سے زائد پر غلبہ و مغلوبیت کا دورہ پورا نصف القسم پاتے۔

شاملات خاص انھیں نقطوں کا تعین اور ہر سال انھیں پر غلبہ و مغلوبیت کی کیا وجہ ہے بخلاف ہمارے اصول کے کہ زمین سکن اور آفات اس کے گرد ایک ایسے دائرے پر متحرک جس کا مرکز مرکز عالم سے

عہ تنبیہہ ضروری ہے آفتاب کو مرکز سکن اور زمین کو اس کے گرد دائماً ناقص صراحت اب قائم کا صاف انکسار ہے ہی ہیأت یونان کا مز عموم کہ آفتاب مرکز زمین کے گرد ار قبے مگر نہ خود بلکہ حرکت فلک ہے، آفتاب کی حرکت عرضی ہے جیسے جاس سغینہ کی۔ یہ بھی ظاہر قرآن کریم کے خلاف ہے بلکہ خود آفتاب متحرک ہے آسمان میں تیرتا ہے جس طرح دریا میں چمپل۔ قال اللہ تعالیٰ:

وَكُلُّ فِي فَلَكٍ يَسْبُحُونَ لِهِ اُور چاند سورج ایک ایک لگھیرے میں تیر رہے
ہیں۔ (ت)

افقه الصحابة بعد الخلفاء الاربعہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود صاحب بررس رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے حضور کعب کا قول مذکور ہوا کہ آسمان حکومت ہے، دونوں حضرات نے بالاتفاق فرمایا،

کذب کعب (ان اللہ یمسک السموات و
الارض ان تزوہ) اساد ابن مسعود

کافی ہے اسکو عبد اللہ بن مسعود سے سعید بن منصور و عبد بن حمید و ابن حیر و ابن المندز و عن حذیفہ عبد بن حمید۔

اس آیت میں اگرچہ تاویل ہو سکے، صحابہ کرام خصوصاً ایسے اجلہ اعلم عباقی القرآن ہیں اور انکا ابتداع تجویز ۱۴۰۰ھ نظر العالیٰ

لہ القرآن انکریم ۳۶/۳۷

لہ جامع البیان (التفسیر الطبری) تحت الآیۃ ۳۵/۱ دار ایحصار التراث العربي بروت ۱۴۰۰/۲۲
الدر المنشور ۳۷/۱

لہ جامع البیان (التفسیر الطبری) ۱۴۰۱/۲۲ دار المنشور ۳۷/۱

اکتیس لاکھ سولہ ہزار باراون میل باہر ہے اگر مرکز متعدد ہوتا زمین سے آفتاب کا بعید ہجیشہ کیساں رہتا مگر بوج خروج مرکز جب آفتاب نقطہ پر ہوگا مرکز زمین سے اس کا فصل وج ہوگا یعنی بقدر واب نصف قطر مدار شمس + بوج ما بین المرکزین اور جب نقطہ پر ہوگا اس کا فصل وج ۲ ہوگا یعنی بقدر ب ۲ نصف قطر مدار شمس - بوج ما بین المرکزین دونوں فصلوں میں بقدر دوچند ما بین المرکزین فرق ہوگا یعنی اصل کڑوی پر ہے لیکن وہ بعد اوسط اصل بیضی پر لیا گیا ہے اس میں بعد اوسط منتسبت ما بین المرکزین پر ہے تو بعد اوسط + نصف ما بین المرکزین = بعدبعد، - نصف مذکور = بعد اقرب لاجرم بقدر ما بین المرکزین فرق ہوگا اور یہی نقطے اس قرب و بعد کے لئے خود یہ تسلیں رہیں گے۔ کتنی صاف بات ہے جس میں زجاجہ بیت کا جھگڑا نہ نافریت کا بکھیرا۔ ذلك تقدیر العزيز العليم یہ رسادھا ہوا ہے زبردست جانتے والے کا، جل و علا و صلۃ اللہ تعالیٰ علی سیدنا و آلہ و صحابة وسلم۔



۱۹ صفر ۱۴۳۸ھ ۱۲ نومبر ۱۹۱۹ء

(۸) اقول جاذبیت کے بطلان پر دوسرا شاہد عدل فرمیے۔ ہیئت جدیدہ میں قار پاچکا ہے کہ اگرچہ زمین قریب کے کھنچتی ہے اور آفتاب دور سے، مگر جرم شمس لاکھوں درجے جرم زمین سے بڑا ہونے کے باعث اس کی جاذبیت قریب زمین کی جاذبیت سے $\frac{1}{2}$ لگنی ہے، لیکن زمین اگر چاند کو پائیں میں کھنچتی ہے تو آفتاب گیارہ میل۔ اور شک نہیں کہ یہ زیادت ہزاروں برس سے متاخر ہے تو کیا وحیہ کہ چاند زمین کو چھوڑ کر اب تک آفتاب سے زجاجاً لایا کم از کم ہر روز یا ہر مہینے اس کا فاصلہ زمین سے زیادہ اور آفتاب سے کم ہوتا جاتا مگر مشابہ ہے کہ ایسا نہیں تو ضرور جاذبیت باطل د محل خیال ہے اور یہاں یہ عذر کہ آفتاب زمین کو بھی تو کھنچتا ہے جبکہ صدائے بے معنی ہے زمین کو کھنچنے سے قریب اس کی کخشش کیوں کم ہوگی۔ ایک اور $\frac{1}{2}$ کی نسبت اسی حالت موجودہ ہی پر قوانینی لگتی ہے جس میں شمس زمین کو بھی جذب کر رہا ہے پھر اس قرار یافتہ مسلم کا کیا علاج ہوا۔

(۹) لطفیہ کہ اجتماع کے وقت قریب آفتاب سے قریب تر ہو جائے اور مقابلہ کے وقت دُور تر حالانکہ قریب وقت اجتماع آفتاب کی جاذبیت کر $\frac{1}{2}$ ہے صرف $\frac{1}{2}$ ہی عمل کرتی ہے کہ قریب شمس دارض

کے درمیان ہوتا ہے زمین اپنی طرف ڈھنے کھینچتی ہے اور شمس اپنی طرف اس سے تو بقدر فضل جذب کس شمس و قمر کے درمیان ہوتی ہے تو دونوں مل کر قمر کو ایک ہی طرف کھینچتے ہیں، غرض وہاں تناضل کا عمل تھا یہاں مجموع کا کہ اس کے سرچند کے قریب ہے، تو واجب کرو قوت مقابله شمس سے پر نسبت وقت اجتماع قریب تر آجائے حالانکہ اس کا عکس ہے تو ثابت ہوا کہ جاذبیت باطل ہے۔

(۱۰) طفیر کہ اس بیچارے صغير المخلق چاند کو صرف شمس ہی نہیں اس کے ساتھ زہرہ عطارد بھی جاذب شمس کھینچتے ہیں اور ادھر سے ارض اپنی طرف گھسیٹی ہے خصوصاً ان تینوں کا ایک درجہ سے بھی کم فاصلہ میں ہزاروں بار قرآن ہو چکا ہے نہ ان تینوں کی مجموعی گشش جذب زمین پر غالب آئی ہے نہ اس ستم کشاکش میں قمر کو کوئی زخم پہنچتا ہے نہ وہ ہسپتال جاتا ہے نہ سول سرجن کا معافہ ہوتا ہے۔ آفتاب سے

عہ لطیفہ: اعلیٰ حضرت مذکورہ کی نوعی کا واقعہ ہے جسے تقریباً ۲۵ سال سے زائد ہوتے اعلیٰ حضرت قبلہ ایک طبیب کے ہاں تشریف لے گئے ان کے استاد ایک نواب صاحب (ج علم عربی بھی رکھتے تھے اور علوم جدیدہ کے گروہیہ) ان کو سلسلہ جاذبیت سمجھا رہا ہے تھے کہ ہر چیز دوسری کو جذب کرتی ہے اثقال کر زمین پر گرتے ہیں نہ اپنے میل طبعی بلکہ کشش زمین سے۔

اعلیٰ حضرت قبلہ: بھاری چڑا اور سے دیر میں آنا چاہئے اور ہلکی جلد کہ آسان کھینچ گئی حالانکہ امر بالعكس ہے۔
نواب صاحب: جسمیت موجب قوت جذب ہے لُقیل میں اجزائے ارضیہ زائد ہیں لہذا زمین اسے زیادہ قوت سے کھینچتی ہے۔

اعلیٰ حضرت: جب ہر شے جاذب ہے اور اپنی جنس کو نہایت قوت سے کھینچتی ہے تو جو دعیدین میں امام ایک ہو ہے اور مقدمہ ہزاروں چاہئے کہ مقتدی امام کو کھینچ لیں۔

نواب صاحب: اس میں روح مانع اثر جذب ہے۔

اعلیٰ حضرت: ایک جہاز کے پر دس ہزار نمازی ہوئیں اور اس میں روح نہیں کرنے کھینچنے نے توازن ہے کہ مردہ اڑک نمازوں یہ سے لپٹ جائے۔ نواب صاحب خاموش رہے۔

۱۷ اصول علم الہیاء میں قمر کو زمین کا $\frac{1}{12}$ نکھا اور بالتوافق ۳۴۰۰۰ میں شمس اس کے نزدیک زمین کے $\frac{1}{12}$ میں اشل ہے اسے $\frac{1}{12}$ میں تقسیم کئے سے آفتاب $\frac{1}{12}$ میں قمر کی شل ہوا اور ہمارے حساب سے کر قطر شمس $\frac{5}{6} \times 255 = 412.5$ میل ہے اور قطر قمر نہیں نے 216 میل بتایا کافی اصول الہیاء تو شمس $32946 \times 4 = 13184$ میل کی تھی کہ وڑچاند کے بوجب سب سے لاکھوں کی قدر بڑا ہے۔

کہ چھ کروڑ چاند سے بھی لاکھوں حصے بڑا ہے اس پر تو چار کے اجتماع سے وہ نظم ہوتا تھا۔ قریبیاً رے کی کیا ہستی۔ یہ اس کھیپ تان میں پُر زے پُر زے ہو جانا تھا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس پر حرف آناد رکنار اسکی منضبط چال میں اصلاح فرق نہیں آنا۔ تو منجم کے اوہام اور جاذبیت کے خیلات سب باطل ہیں۔

(۱۱) اس کے بعد لفظیہ تعالیٰ جاذبیت کے رو نافرست کے رد حکمت زمین کے رد میں اور مضامیہ نفسیہ کہ آج تک کسی کتاب میں نہ ملیں گے۔ خیال میں آئے اُن کا بیان موجب طول تھا لہذا انہیں انشاء اللہ العزیز ایک متقل رسالہ میں تحریر کر شیگے۔ یہاں بقیہ کلام منجم کی طرف متوجہ ہوں۔ آفتاب کا کلفت جسے داع کہا بارہا نظر آیا۔ اوسکے والا اگر ہر تو انہیں میں کا ایک ہو گا جو بارہا گز رکھے۔

(۱۲) قیم زمانے میں شیز نامی ایک عیسائی را ہب نے اپنے رئیس سے کہا میں نے سطح آپ پر ایک داع دیکھا اس نے اعتبار نہ کیا اور کہا میں نے اول تا آخر اس طوکی کتاب میں ٹھیک ان میں کہیں داع نہیں کا ذکر نہیں۔

(ب) علام قطب الدین شیرازی نے تحفہ شاہیر میں بعض قدما سے نقل کیا کہ صفو شمس پر مرکز سے کچھ اور محور قمر کی مانند ایک سیاہ نقطہ ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ نقطہ کہ مہندس نے محض نظر سے دیکھا اکتفا بڑا ہو گا۔ کم از کم اس کا قطر 2520 میل ہو گا کہا یعلم متساہیق (جیسا کہ معلوم ہو جائیگا اس میں سے جو عنقریبی رہی ہے) (ج) بن ماجہ انہی نے طلوع کے وقت رفتے شمس پر دو سیاہ نقطے دیکھے جن کو زہرہ و عطارہ گمان کیا۔

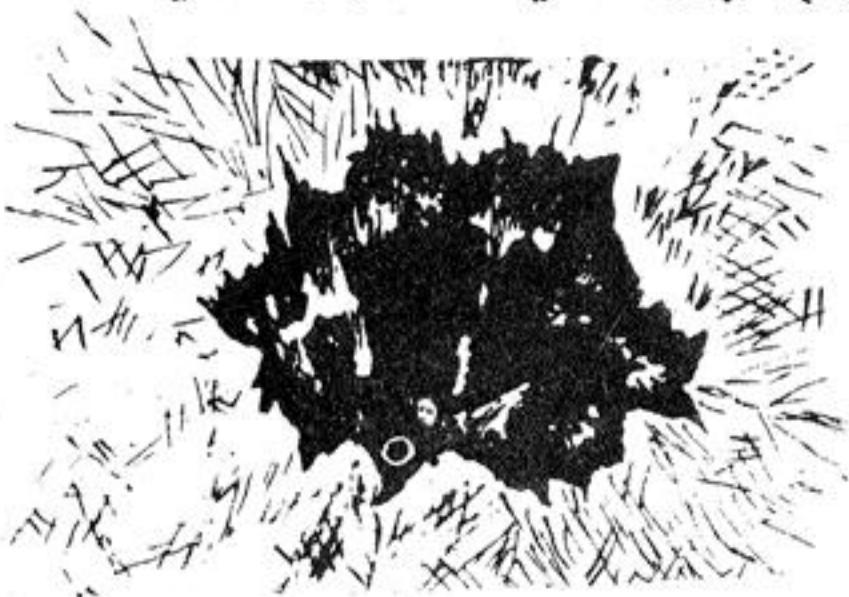
(د) ہرشل دوم نے ایک داع دیکھا جس کی مساحت تین ارب اکٹھتہ کروڑ میل بتاتی۔

اقول یعنی اگر وہ بیکل دائرہ تھا تو اس کا قطر 593 میل۔

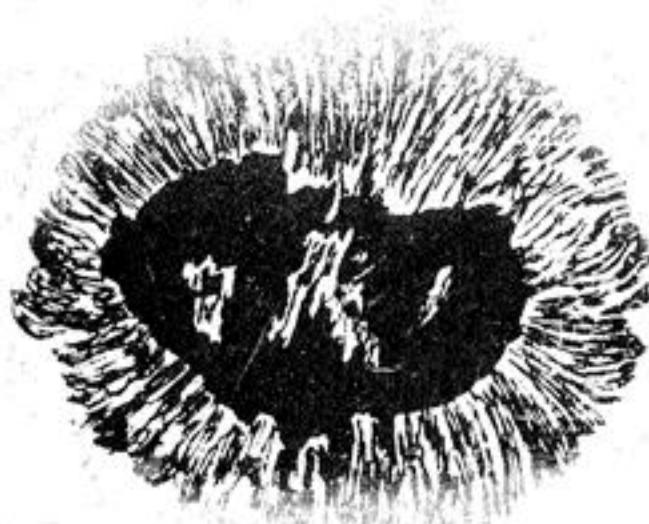
(۴) یورپ کے ایک اور مہندس نے ایک اور داع دیکھا جس کا قطر ایک لاکھ چالیس ہزار میل حساب کیا۔

اقول یعنی اگر دائرة تھا تو اس کی مساحت پندرہ ارب انالیس کروڑ اڑاتیس لاکھ میل۔

(و) ۲۹ جولائی ۱۸۰۰ء میں سخت نے اس شکل کا داغ دیکھا۔



(ت) بینیں جزیری ۱۸۴۵ء میں کو سکی نے اس صورت کا داغ دیکھا۔



(ح) قارپاچکا ہے کہ جو کلٹ قطر نامیں کے پاس شایے سے زائد ہو گا جبے آنے نظر آئے گا، ہاں آفتاب پر نگاہ جنے کے لئے طیف بخارات ہوں یا رنگیں شیشے کی آڑ۔

- (۱۲) کہا گیا ہے کہ یہ کلفت قطبی شمس کے پاس اصلاح نہیں ہوتی اور اس کے خط استوار کے پاس کم و بہتر سے ۳۰، ۲۵، ۲۰ درجے شمال جنوب کو بلکہ ان میں بھی شمال کو زائد جنوب کو کم، اگر یہ فستران و مقابله سیارات کا اثر ہے تو تخصیصیں کس لئے ہیں شمس کے جس حصہ کو ان سے موافق ہو و بہاں ہوں۔
- (۱۳) ان کا حدوث آفتاب کی جانب شرقی اور زوال جانب غربی سے شروع ہوتا ہے۔ اثر

قرآنات میں یہ خصوصیت کیوں؟

(۱۴) بعض کلفت دیرپا ہوتے ہیں کہ قص شمس پر دو رہ کرتے ہیں جانب شرق سے باریک خالکی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں، پھر جتنا اور پڑھتے ہیں چوڑے ہوتے جاتے ہیں مرکز شمس تک اپنی انہا کو پہنچتے ہیں جب آگے پڑھتے گھٹنا شروع کر دیتے ہیں۔ کنارہ غربی پر پھر بشکل خط رہ کر غائب ہو جاتے ہیں پھر کنارہ شرق سے اسی طرح چلتے ہیں۔ ان کے دورے کی ایک مقرر میعاد خیال کی گئی ہے کہ پونے چودہ دن میں صفو شمس کو قطع کرتے ہیں اور پہلے ظہور شرقی سے ۲۷ دن ۱۲ گھنٹے ۲۰ دن کے بعد دوبارہ ظاہر ہوتے ہیں لیکن اکثر داغوں میں آنا فاناً باadolوں کے سے تغیرات ہوتے ہیں جن سے متاخرین پیدا نے گمان کیا ہے کہ یہ کہ آفتاب کے سحاب ہیں بعض اوقات دفعہ پیدا ہوتے ہیں اور بعض اوقات دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتے ہیں، ہر شل کم دو دین سے داغوں، کا ایک چھڑا دیکھ رہا تھا لحظہ بھر کے لئے نگاہ ہٹاتی اب جو دیکھے ایک داغ بھی نہیں کبھی آفتاب کی جانب، ربی سے ایک داغ زائل ہوا ہی تھا کہ معاً جانب شرقی میں نیا پیدا ہو گیا۔ ابھی ایک داغ دیکھ رہے ہیں صفوڑی دیر میں وہ پھٹ کر چند داغ ہو جاتا ہے، چند داغ ہیں اور ابھی مل کر ایک ہو گئے۔ راجلانک نے ایک گول داغ دیکھا جس کا قطر ۰۰۰ میل تھا دفعہ وہ متفرق ہو کر داغ ہو گیا اور ایک نکڑا دوسرے سے بہت دور دراز مسافت پر چلا گیا اکثر یہ ہے کہ اگر چند داغ بتدیری کچھ پیدا ہوتے ہیں ویسے ہی چند بتدیری کچھ فنا ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی داغ دفعہ چکے والیسے ہی کوئی دفعہ جاتے رہے ان کا کوئی وقت بھی مقرر نہیں۔ ایک بار وہ سال میں تیس سال کامل ان کی رصد بندی کی گئی۔ بعض برسوں میں کوئی دن بھی داغ سے خالی تھا بعض میں صرف ایک دن خالی گیا بعض میں ایک سو تر انوے دن صاف ان تمام حالات کو قرآنات کے سردھالنا کس قدر بعید ہے۔

- (۱۵) داغ پیدا کرنے کے لئے اقران کی کیا حاجت ہے، سیارے آفتاب کے نزدیک ہمیشہ رہتے اور عمارے زعم میں اُسے ہمیشہ جذب کرتے ہیں، تو چاہے کہ آفتاب کا گیس مدام اڑتا رہے اور آتش فشاں سے کوئی وقت خالی نہ ہو۔ اس کا جواب یہ ہو گا کہ اور وقت ان کا اثر جرم شمس پر متفرق ہوتا ہے جس سے آفتاب متاثر نہیں ہوتا بلکہ قرآن کے

دو یا زائد مل کر موضع واحد پر اثر دالتے ہیں۔ اس سے یہ آگ بھر لکتی ہے ایسا ہے توجہ ۲۹۵ و درجے ۲۳ دقیقے کے فاصلہ میں منتشر ہیں اب بھی ان کا اثر آفتاب کے متفرق مواضع پر تھا ہے نہ جوئی ایک جگہ پر پھر آفتاب کیوں متاثر ہوگا، یہ فاصلہ کہ تھوڑا سمجھے مرکز شمس سے فاک نیچوں تک ہر سیارے کے مرکز پر گزرتے ہوئے خط نیچے جائیں تو معلوم ہو کہ سو کروڑ میل سے زائد کا فصل ہے۔ شمس سے نیچوں کا بعد زمین کے ترسن گئے سے زیادہ ہے۔ اگر قمیں ہی رکھیں تو دو ارب انٹھتر کروڑ ستر لاکھ میل ہو اور اس کے مدار کا قطر پانچ ارب ستاون کروڑ چالیس لاکھ میل اور اس کا محیط ستر ارب ایکاون کروڑ بارہ لاکھ میل سے زائد اور اس کے درجے ۲۲ و درجے ۲۳ دقیقے ایک ارب اٹھائیس کروڑ ۴۳ لاکھ ۳۶ ہزار میل سے زیادہ ایسے شدید بعید فاصلہ میں پھیلا ہوا اغشان کیا جوئی قوت کا کام دے گا۔ یہ بھی اس حالت میں ہے کہ ان کے اختلاف عرض کا لحاظ نہ کیا اور اگر خود رسانی شمس کے لئے سب کو سب سے قریب تر نلک عطا رہ پر لادالیں تو بعد عطا رہ : بعد ارض :: ۱:۶۳۸۴ تو شمس سے بعد عطا رہ ۲۳۰۰ میل ہوا تقریب تین کروڑ ساٹھ لاکھ میل اور قطر مدار ۴۰۰ میل ۱۹۰ سات کروڑ ۱۹ لاکھ میل سے زائد اور محیط ۷۲ کروڑ ۸۵ لاکھ ۹۵ ہزار میل اور درجے ۲۳ و دقیقے ایک کروڑ ۹۵ لاکھ ۵۵ ہزار ۳۳ امیل، یہ فاصلہ کیا کم ہے بلکہ بالفرض سب دو یا اٹھا کر تمام سیاروں کو خود سطح آفتاب پر لارکھیں جب بھی یہ فاصلہ دو لاکھ میل ہو گا یعنی ۱۹۹۵۱۳ کو قرص سس کا دائرة ۲۲ لاکھ ۳۶ ہزار میل ہے۔

(۱۴) اگر آفتاب کا جسم ایسا ہی کمزور مسام ناک ہے کہ اس قدر شدید متفرق زد سرایت کر کے اس کے موضع واحد پر ہو جاتی ہے تو کچاس ساٹھ یا ستر اسی یا سو درجے کے فاصلہ پر پھیلے ہوئے تارے کے اکثر اوقات گرد شمس رہتے ہیں ان کی جوئی زدہ ہیشہ کیوں نہیں عمل کرتی اگر اتنا فاصلہ واضح ہے تو دو سیاروں کا مقابلہ کیوں عمل کرتا ہے جبکہ ان میں غایت درجے کا فصل ۰۸۰ اور جو ہے خصوصاً ایسا فرضی مقابلہ جیسا یہاں نیویس کو ہے کہ تحقیقی کسی سے نہیں جس پر خط واحد کا محمل عندر ہو سکے۔

(۱۵) بالفرض یہ سب کچھ سبھی پھر آفتاب کے داغوں کو زمین کے زلزلوں، طوفانوں، بجلیوں، بارشوں سے کیا نسبت ہے۔ کیا یہ احکام منجوں کے لئے بے سر و پا خیالات کے مثل نہیں کہ فلاں گرہ یا جوگ یا نچھتر کے اثر سے دنیا میں یہ حادثات ہوئے جس کو تم بھی خرافات سمجھتے ہو اور واقعی خرافات ہیں، پھر آفتاب کیا امر کیہ کی پیدائش یا وہیں کا سکن ہے کہ

$\frac{16}{16}$

اُس کی مصیبت خاص ملک متحده کا صفائیا کر دے گی۔ کل زمین سے اس کو تعلق کیوں نہ ہوا، بیان
منجم پر اور مواد حداط بھی ہیں مگر، ادھر کے لئے، اپنی اکتفا کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

رسالہ

معین مبین بہرہ دو شمس و سکون زمان
ختم ہوا